تحریر = امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

ترجمہ = مولانا محمد خالد سیف

اسلام آباد

ابن سبا = شیعہ عقائد کا بانی

شیعہ اکابرین کا اعتراف

ہم نے ابن سوداء کے افکار کے بارے میں بتادیا ہے کہ اس نے ان افکار و نظریات کو یہودیوں سے حاصل کیا تھا جو صادق و امین پیغمبر اعظم ، آپ کی امت اور آپ کی شریعت سے شدید ترین بغض رکھتے تھے ، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے شدید ترین مخالف تھے اور اسی روز سے مکاریوں اور حیلہ سازیوں میں مصروف ہوگئے تھے جب پہلے دن ہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تشریف لانے کے بعد یثرب کو مدینہ کے نام سے بدل دیا تھا اور قینقاع ، بنو نضیر ، بنو مصطلق اور خیبر کے یہودیوں کی حیثیت کو ختم کردیا تھا ۔ ہمیں ان سب باتوں کے بارے میں قدیم شیعی مورخ ، جس نے شیعہ فرقوں کی بابت سب سے پہلے لکھا ہے یعنی ابو محمد حسن بن موسیٰ نے خبر دی ہے ، جس کا بیسوی صدی ہجری کے نامور شیعہ میں شمار ہوتا ہے ، چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:

سبائی ، عبداللہ بن سباء کے ساتھیوں کو کہا جاتا ہے ، عبداللہ بن سباء نے حضرت ابوبکر ، عمر ، عثمان اور دیگر صحابہ کرام پر طعن کیا اور ان سے برائت کا اظہار کیا اور کہا کہ حضرت علی نے اسے اس بات کا حکم دیا ہے آپ نے اسے پکڑ کر اس بارے میں پوچھا تو اس نے اقرار کر لیا تھا ، اس کے اقرار کے بعد آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا ، یہ حکم سن کر لوگ آپ کے پاس فریاد کرنے لگے کہ امیرالمومنین ! آپ ایسے شخص کے قتل کا حکم دیتے ہیں ، جو آپ کے اہل بیت کی محبت ، آپ کی دوستی اور آپ کے دشمنوں سے برائت کا اظہار کرتا ہے ؟ اس سفارش کو قبول کرتے ہوئے حضرت نے اسے مدائن کی طرف جلاوطن کر دیا تھا ۔

حضرت علی کے رفقاء میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے یہ بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن سباء یہودی تھا ' اس نے اسلام کا اظہار کیا اور حضرت علی کی دوستی کو اختیار کیا ' یہودیت کے زمانہ میں وہ یہ کہا کرتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون خلیفہ ہیں اور اسلام کے اظہار کے بعد اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی خلیفہ ہیں ' یہ ابن سباء ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت کے قول کو مشہور کیا ' آپ کے دشمنوں سے برائت کا اظہار کیا اور آپ کے مخالفین سے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کیا ۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کے باعث شیعہ کہتے ہیں کہ رافضیت کا اصل ماخذ یہودیت ہے ۔ مدائن میں عبداللہ بن سباء کے پاس جب حضرت علی کی وفات کی خبر پہنچی تو خبر بیان کرنے والے سے اس نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو ' اگر تم حضرت علی کے دماغ کو سبز تھیلوں میں لپیٹ کر لاؤ اور آپ کی شہادت کے بارے میں ستر عادل شاہد پیش کر دو ' تو ہمیں پھر بھی یہ یقین ہوگا کہ جب تک آپ ساری زمین کے بادشاہ نہیں بنتے نہ شہید ہو سکتے ہیں اور نہ لقمہ اجل بن سکتے ہیں ۔ (فرق الشیعہ از نوبختی ر ۴۱-۴۲)

ابو عمرو بن عبدالعزیز کشی نے جو چوتھی صدی کے شیعہ علماء میں سے ہے ' شیعی رجال کے بارے میں اپنی قدیم ترین کتاب میں عبداللہ بن سباء کے بارہ میں کئی روایات ' اس کے عقائد اور افکار ذکر کئے ہیں ' جن میں سے چند ایک کو ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں :

حضرت جعفر صادق کہتے ہیں :

اللہ عبداللہ بن سباء پر لعنت فرمائے ' اس نے امیرالمومنین علیہ السلام کے بارہ میں الوہیت کا دعویٰ کردیا تھا حالانکہ بخدا ! امیرالمومنین اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے تھے ' تباہی و بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ہمارے حق میں جھوٹ بولتا ہے ' کچھ لوگ ہمارے بارہ میں ایسی ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں ' جو ہم نے خود اپنے بارہ میں نہیں کہی ہوتیں ہمیں ایسے لوگوں سے اللہ کے ہاں اظہار برائت کہتے ہیں ' ہم ایسے لوگوں

سے عنداللہ بری الذمہ ہیں ۔"

حضرت علی زین العابدین سے روائت کرتے ہوئے شیعہ مورخ کشی لکھتا ہے :

"اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے ' جو ہمارے بارہ میں جھوٹ بولتا ہے عبداللہ بن سباء کی بات یاد آئی ' تو میرے جسم کا ایک ایک رو نگٹا کھڑا ہو گیا ' اس نے ایک امر عظیم کا دعویٰ کیا ' خدا اس پر لعنت کرے ۔ بخدا حضرت علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے اور رسول اللہ کے بھائی تھے ' انہوں نے جو عزت حاصل کی ' وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے حاصل کی ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اولاد کو بھی جو عزت حاصل تھی ' وہ محض اطاعت الہیہ کے باعث حاصل تھی ۔"

اسی اسناد کے ساتھ (از محمد بن خالد طیالسی ' از ابن ابی نجران) عبداللہ (بن سنان) سے روایت ہے کہ ابو عبداللہ جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل بیت راستباز ہیں لیکن اس بات سے ہم بری الذمہ ہیں کہ کوئی کذاب ہماری طرف کسی جھوٹی بات کو منسوب کردے اور لوگوں کے پاس ہمارے بارے میں جھوٹ بول کر ہماری صداقت کو مجروح کر دے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہجے کے اعتبار سے سب لوگوں سے سچے اور ساری کائنات میں سب سے زیادہ راستباز تھے لیکن مسیلمہ کذاب آپکی طرف جھوٹی باتیں منسوب کیا کرتا تھا اسی طرح رسول اللہ کے بعد حضرت علی سب سے سچے تھے لیکن عبداللہ بن سباء آپ کے بارہ میں جھوٹ بولتا ' آپ کے سچ کو جھوٹ سے بدلنے کی کوشش کرتا اور افتراء پردازی سے کام لیا کرتا تھا ۔

"بعض اہل علم نے یہ ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سباء یہودی تھا ' اسلام کا لبادہ اوڑھنے کے بعد اس نے حضرت علی سے دوستی و محبت کا اظہار شروع کیا' اپنے دور یہودیت میں غلو اور مبالغہ سے کام لیتے ہوئے حضرت یوشع بن نون کے بارہ میں کہا کرتا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ کے وصی ہیں ۔ اسلام کا لبادہ اوڑھنے کے بعد اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آنحضرت علی کی امامت کے بارہ میں بات مشہور کی ' آپ کے دشمنوں سے برائت کا اظہار کیا ' مخالفین کو خبردار کردیا کہ یہ ان سے کھلم کھلی دشمنی رکھتا ہے

اور انہیں کافر سمجھتا ہے ' اسی وجہ سے بعض مخالفین شیعہ یہ کہتے ہیں کہ شیعیت و رفض دراصل یہودیت سے ماخوذ ہے " (رجال کشی ۱۰۰۔۱۰۱)

اسی طرح حسن بن علی حلی نے رجال کے بارہ میں اپنی مشہور کتاب میں لکھا ہے :

" عبداللہ بن سباء نے کفر کی طرف رجوع کر کے غلو کا اظہار کرنا شروع کردیا تھا ' یہ مدعی نبوت تھا اور حضرت علی کو اللہ کہتا تھا ' حضرت علی نے تین دن تک اس سے توبہ کا مطالبہ کیا مگر اس نے اپنے موقف سے رجوع نہ کیا ' تو حضرت علی نے ان ستر آدمیوں کے ساتھ اسے بھی زندہ آگ میں جلا دیا جنہوں نے آپ کے بارہ میں یہ دعویٰ کیا تھا " (کتاب الرجال از حلی ر ۴۶۹)

رجال شیعہ کے بارہ میں متاخرین میں سے ان کے امام مامقانی نے اپنی کتاب تنقیح المقال میں بھی یہی لکھا ہے اور ایک ایرانی شیعہ مؤرخ نے بزبان فارسی لکھی گئی ' اپنے کتاب میں یہ ذکر کیا ہے :

عبداللہ بن سباء کو جب یہ علم ہوا کہ مصر میں حضرت عثمان بن عفان کے مخالفین بکثرت ہیں ' تو یہ بھی مصر چلا گیا اور وہاں جاکر اس نے علم و تقویٰ کا اظہار شروع کردیا حتیٰ کہ لوگ اس کے فریب میں آگئے اور اس نے جب اچھی طرح رسوخ حاصل کرلیا تو پھر اس نے اپنے مسلک ومذہب کی ترویج شروع کر دی کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی وصی اور خلیفہ ضرور ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی و خلیفہ حضرت علی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ علم و فتویٰ سے آراستہ ' سخاوت و شجاعت کے ساتھ مزین اور امانت و تقویٰ کے ساتھ متصف ہیں ' امت نے ان پر ظلم کیا اور آپکے حق خلافت و ولایت کو غصب کر لیا لہٰذا اب سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ کی نصرت و اعانت کے لئے تیار ہوجائیں اور حضرت عثمان کی اطاعت و بیعت کو توڑ دیں ' چنانچہ بہت سے مصری اس کے اقوال اور افکارو آرا سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کے خلاف بغاوت شروع کر دی " (روضہ الصفا ۲ ر ۲۹۲)

مشہور شیعہ رجالی مصنف استرا آبادی نے بھی یہی لکھا ہے کہ :

عبداللہ بن سباء یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ خود نبی اور حضرت علی اللہ تعالیٰ ہیں۔ حضرت امیرالمومنین کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے اسے بلا بھیجا اور اس کے بارہ میں پوچھا تو اس نے اس کا اقرار کر لیا اور کہا کہ ہاں آپ واقعی وہ ہیں، امیرالمومنین نے فرمایا کہ شیطان نے تجھے ورغلایا ہے لہٰذا اس سے فورا توبہ کر مگر اس نے توبہ سے انکار کر دیا تو آپ نے اسے تین دن کے لیے قید کر دیا، تین دن بعد بھی جب اس نے توبہ نہ کی تو آپ نے اسے آگ میں جلا دیا" (منہج المقال ر ۲۰۳)

"نہج البلاغہ" کا شارح، غالی و معتزلی شیعہ ابن ابی حدید کو اس بات سے اختلاف ہے کہ حضرت علی نے اسے آگ میں جلا دینے کی سزا دی تھی کیونکہ اس کے نزدیک عبداللہ بن سباء نے حضرت علی کی الوہیت کا دعویٰ آپ کی وفات کے بعد کیا تھا اور کچھ لوگوں نے اس کی پیروی شروع کر دی جنہیں سبائیہ کا نام دیا گیا۔

اہل سنت میں سے شیخ عبدالقادر بغدادی نے اس کی تائید کی ہے اور لکھا ہے کہ حضرت علی نے اسے اہل شام کی شماتت کے خوف کے باعث آگ میں نہیں جلایا تھا، چنانچہ آپ نے ابن سباء اور سبائیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ:

"عبداللہ بن سباء کے پیروکاروں کو سبائی کہا جاتا ہے، عبداللہ بن ابی سباء نے حضرت کے بارہ میں غلو سے کام لیا اور یہ دعویٰ کر دیا کہ آپ نبی تھے پھر غلو کی انتہا کرتے ہوئے یہ دعویٰ جما دیا کہ آپ خدا تھے اور کوفہ کے باغیوں کی ایک جماعت کو یہ دعوت دی کہ وہ ان عقائد کو اختیار کر لیں، حضرت علی کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو آگ کے دو گڑھوں میں پھینک کر جلا دیا حتیٰ کہ کسی شاعر نے اس سلسلہ میں یہ شعر بھی کہا تھا

لترم بی الحوادث حیث شاء ت
ازالم ترم بی فی الحفر تین

(حوادث زمانہ نے جب مجھے ان دو گڑھوں میں نہیں گرایا تو پھر جہاں چاہیں گرا دیں)

پھر حضرت علی نے اہل شام کے برا بھلا کہنے کے خطرہ کے پیش نظر باقی کو نہ جلایا اہل شام کے خوف کے علاوہ آپ کو اپنے رفقاء کے اختلاف کا بھی ڈر تھا' چنانچہ آپ نے ابن سباء کو مدائن کے یہودی قبائل کی طرف جلا وطن کر دیا تھا جب حضرت علی شہید ہوگئے تو اس نے یہ دعویٰ کیا کہ شہید ہونے والے حضرت علی نہ تھے بلکہ شیطان نے لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو حضرت علی کی صورت میں پیش کیا اور حضرت علی تو آسمان کی طرف اٹھ گئے جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھ گئے تھے ۔ جیسے یہودو نصاریٰ نے قتل عیسیٰ کی بابت دعویٰ میں جھوٹ سے کام لیا ہے' اسی طرح ناصبی و خارجی بھی اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کو قتل کیا ہے ۔ یہودونصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کا ہم شکل ایک مصلوب شخص دیکھا تو یہ کہ دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ تھے' اس طرح ان لوگوں نے جب ایک مقتول شخص کو حضرت علی کے مشابہہ دیکھا تو ان کے بارہ میں فورا یہ کہ دیا کہ وہ شہید ہوگئے ہیں حالانکہ حضرت علی آسمانوں کی طرف چلے گئے ہیں اور عنقریب دنیا میں نازل ہو کر اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے "۔

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت علی بادلوں میں ہیں' کڑک آپ کی آواز ہے' بجلی آپ کا کوڑا ہے اور یہ لوگ جب کڑک کی آواز سنتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں کہ " علیک السلام یا امیر المومنین " !

عامر بن شرحبیل شعبی سے روایت ہے کہ ابن سباء سے جب یہ کہا گیا کہ حضرت علی شہید کر دیئے گئے ہیں' تو اس نے کہا کہ اگر تم ایک تھیلی میں میرے پاس ان کا دماغ بھی لے آؤ تو پھر بھی اسکی موت کی تصدیق نہیں کروں گا کیونکہ حضرت علی اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک آسمانوں سے نازل ہو کر ساری زمین کے بادشاہ نہیں بن جاتے ۔

اس طائفہ کا یہ بھی خیال ہے کہ مہدی منتظر سے مراد حضرت علی ہی کی شخصیت ہے کوئی اور نہیں' اسی طائفہ کے بارہ میں اسحاق بن سوید عدوی نے ایک قصیدہ لکھا

اور اس میں خوارج ، روافض اور قدریہ سے اظہار برائت کیا ، چنانچہ اس قصیدہ کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں ۔

برئت من الخوارج ، لست منھم

من الغزال منھم وابن باب

میں خوارج سے ، ان کے غزال اور ابن باب سے اظہار برائت کرتا ہوں ، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں

ولکنی احب بکل قلبی

واعلم ان ذاک من الصواب

لیکن میں دل کی گہرائیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر سے بہت

رسول اللہ والصدیق حبا

بہ ارجو غدا حسن الثواب

زیادہ محبت رکھتا ہوں ، جانتا ہوں کہ یہی بات درست ہے اور اسی کی بدولت کل حسن ثواب کی امید ہے ۔

شعبی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سباء سبائیت کو اقوال و آراء پر پختہ کرتا رہتا تھا ۔ ابن سباء دراصل حیرہ کا ایک یہودی تھا ، جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا ، اور اس نے اس بات کا ارادہ کیا کہ اہل کوفہ کے ہاں اسے قیادت وسیادت حاصل ہو ، چنانچہ اس نے ان کے سامنے کچھ اس قسم کے خیالات کا اظہار شروع کر دیا کہ اس نے تورات میں یہ پڑھا ہے کہ ہر نبی کا ایک نہ ایک وصی ضرور ہوتا ہے اور حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اور جیسے حضرت محمد صلی اللہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں ، اسی طرح حضرت علی بھی تمام اوصیاء سے بہتر ہیں ۔ شیعان علی نے جب اس کی اس قسم کی باتوں کو سنا تو حضرت علی سے کہا کہ وہ آپ کا محب ہے تو آپ نے اسکی عزت کی اور اسے اپنے منبر کی سیڑھی کے بٹھا لیا لیکن جب آپ کو اس کے

عقائد و افکار کی بابت علم ہوا تو اس کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر حضرت ابن عباس نے آپ کو ایس سے منع کردیا اور فرمایا کہ اگر آپ اسے قتل کر دیتے ہیں تو آپ کے ساتھیوں میں اختلاف اور تکدر پیدا ہو جائیگا آپ کا اہل شام سے لڑائی کا عزم ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے ساتھیوں سے خاطر و مدارات سے پیش آئیں ' جب آپ کو بھی اس کے قتل کردیئے جانے کے باعث اس فتنہ کا احساس ہوا جسے حضرت ابن عباس نے بھی محسوس فرمایا تھا تو آپ نے اسے مدائن کی طرف جلا وطن کردیا تھا لیکن حضرت علی کی شہادت کے بعد مدائن کے چرواہے اس کے دام فریب میں پھنس گئے تو ابن سوداء نے ان سے یہ کہا کہ حضرت علی کے لیے مسجد کوفہ میں دو چشمے پھوٹیں گے جن میں سے ایک سے گھی اور دوسرے سے شہد نکلے گا ' جسے شیعان علی نوش کریں گے ۔

محققین اہل سنت کا کہنا ہے کہ ابن سباء یہودیت کا پجاری تھا مگر اس نے حضرت علی اور آپ کی اولاد کی بابت غلط افکار پھیلا کر مسلمانوں کے دین کو خراب کرنا چاہا تاکہ مسلمان بھی حضرت علی کے بارہ میں اسی قسم کے اعتقادات اختیار کرلیں جس طرح عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ کی بابت اعتقادات ہیں ۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ تمام اہل اھواء میں سے رافضی کفر میں زیادہ ڈوبے ہوئے ہیں ' تو اس نے سبائیت کو بھی رافضیت کے ساتھ ملا دیا اور اس نے اپنی ضلالت کو تاویلات کے پردہ میں چھپا دیا تھا ۔ " (الفرق ر ۳۳۳)

ابن سباء ' اس کے عقائد و افکار اور اسکی جماعت کا سب شیعہ علماء مثلاً سعد قمی متوفی سنہ ۳۰۱ ھ ' شیخ طائفہ طوسی ' تستری نے قاموس الرجال میں ' عباس قمی نے تحفتہ الاحباب " میں ' خوانساری نے روضات الجنات " میں ' اصبہانی نے ناسخ التواریخ " میں اور صاحب روضتہ الصفا نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے ۔